AL-JAMEI Research Journal
AL-JAMEI RESEARCH JOURNAL
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

Different Aspects of Human Training: Effects of Qur'anic Supplications in Reformation

تربیت انسان کے مختلف پہلو: اصلاح میں ادعیہ قرآنی کے اثرات

Dr. Sadia Noureen
Lecturer, Department of Islamic Studies
The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur
Hamna Raof
BS Scholar, Department of Islamic Studies
The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

Abstract:
This research examines the various dimensions of human development and the profound role of Qur'anic supplications (*Ad'iyah Qur'aniyah*) in fostering spiritual, moral, and psychological growth. Qur'anic supplications are not merely a set of prayers; they are divine invocations that embody guidance for self-reformation, spiritual elevation, and the attainment of a meaningful connection with Allah (SWT). The study aims to highlight the transformative effects these supplications have on individuals and their overall behavior, focusing on the intrinsic relationship between supplication and human character development. The research identifies key themes within the supplications that address fundamental human needs, such as seeking forgiveness, requesting guidance, and praying for patience and perseverance. These themes reflect the holistic approach of Islam in nurturing a well-rounded personality capable of contributing positively to society. By analyzing the linguistic, spiritual, and ethical dimensions of these invocations, the study emphasizes their capacity to instill humility, gratitude, and reliance on Allah (Tawakkul).Furthermore, the study explores how these supplications align with contemporary psychological concepts such as emotional regulation, resilience, and mindfulness, demonstrating their timeless relevance. The impact of these prayers on fostering inner peace, reducing stress, and encouraging ethical behavior is also discussed, along with their role in societal reform through the development of individuals with strong moral values. Ultimately, this research underscores the importance of integrating Qur'anic supplications into daily life as a means of achieving both personal and collective growth, illustrating their unique capacity to harmonize the spiritual, emotional, and social aspects of human life.

Keywords: *Aspects, Human Training, Qur'anic Supplications, Reformation.*

ادعیہ قرآنی سے مراد قرآن مجید میں پیش کی گئی دعاؤں یا مسلمانوں کے لیے رب کی رحمت سے مانگنے کے طریقے ہیں۔ قرآن مجید میں دعاؤں کا اہم مقام ہے جو انسان کی تربیت اور روحانی ترقی کے لیے مؤثر ہے۔ تربیت انسانی میں انسان کے معاشرتی اخلاقی، دینی اور روحانی تربیت کا تعلق ہے۔ یہ موضوع قرآن کی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے، جس سے انسان کی کردار سازی اور شخصیت کی تعمیر ممکن ہوتی ہے۔ اس تجزیاتی مطالعے میں قرآن مجید کی مختلف دعاؤں کا مطالعہ کیا گیا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ کیسے یہ دعائیں انسان کی زندگی کے مختلف مراحل اور مسائل میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان دعاؤں کے ذریعے انسان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے پہلوؤں کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ قرآن مجید کی یہ دعائیں کس طرح سے انسان کی مکمل زندگی میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

تربیت کا مفہوم

تربیت کا مفہوم عربی زبان کے لفظ رب سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں پالنے والا، پرورش کرنے والا اور تربیت کرنے والا۔

اصطلاح میں تربیت کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

- انسان کی پوشیدہ اور چھپی ہوئی صلاحیتوں کی تربیت کرنا۔
- تربیت میں کسی چیز کو وجود میں نہیں لایا جاتا بلکہ تربیت میں ان موجود صفات کی پرورش کی جاتی ہے، جیسے مالی اور باغبان اپنے باغ میں پھولوں اور پودوں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرتا ہے۔ باغ کے ہر ایک پھول اور پودے کی پرورش کرتا ہے اور انہیں مختلف موذی امراض سے بچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، تاکہ اس سے اپنا مطلوبہ مقصد حاصل کر سکے۔
- تربیت کا مقصد صرف معلومات کی فراہمی نہیں فرد کے کردار، رویے اور سلوک کو بہتر بنانا ہے تاکہ وہ ایک بہترین اور مفید شہری بن سکے۔ اسلام میں تربیت کا مفہوم اللہ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کی سنّت کی روشنی میں بچوں اور نوجوانوں کی رہنمائی اور پرورش پر مشتمل ہے۔ اس میں اخلاقی تعلیم، دینی تعلیم، عبادات اور اچھے اخلاق کی تربیت شامل ہوتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ "[1]

"اے ایمان والو تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے، اس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"

تربیت کا انسانی زندگی میں مثبت کردار:

مسلمان اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اس کے مطابق اور اس کے بتائے گئے اصول وضوابط کے مطابق تربیت حاصل کریں۔ اسلامی تربیت کا محض یہ مفہوم نہیں کہ عبادات کی حد تک دیانتداری کو اپنایا جائے۔ روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج وعمرہ وغیرہ کی پابندی کر لی جائے، حالانکہ اسلام کا تصور تربیت اس سے کہیں زیادہ وسیع اور گہرا ہے۔ اسلام کی نظروں میں علم انسانی زندگی کا ایک حصہ ہے اور انسانی زندگی کا مقصد از روئے قرآن اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ علم ایک ایسی دولت ہے جس میں جہالت کے اندھیرے ختم ہوتے ہیں، یہ وہ قیمتی خزانہ ہے جس سے معاشرے کا ہر فرد مستفید ہوتا ہے اور انسان کی مکمل تکمیل کا خزانہ ہے۔ تعلیم کا سب سے پہلا مقصد خود اپنی ذات کی تشکیل اور اپنی صلاحیتوں کی نشوونما اور ارتقاء ہے۔

تربیت وہ عمل ہے جس سے کسی شخصیت کو بہتر بنانا ہوتا ہے۔ تربیت انسان کے اخلاق کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔ اچھے اخلاق کا حامل شخص معاشرے میں عزّت واحترام پاتا ہے اور اس کی باتوں اور اعمال کا معاشرے پر مثبت اثر ہوتا ہے۔ اچھی تربیت سے انسان کے سماجی تعلقات میں

بہتری آتی ہے، وہ بہتر انداز میں دوسروں کے ساتھ پیش آتا ہے اور معاشرتی قوانین اور اصولوں کی پاسداری کرتا ہے۔ تربیت سے انسان کی روحانی ترقی بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کے مقاصد اور زندگی کی اصل حقیقت کو سمجھتا ہے اور اپنی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تربیت سے انسان میں ذمہ داری کا شعور پیدا ہوتا ہے، وہ اپنے فرائض و حقوق کو سمجھتا ہے اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تربیت کا مثبت کردار نہ صرف انفرادی زندگی میں بہتری لاتا ہے بلکہ معاشرتی زندگی کو بھی بہتر بناتا ہے۔ اچھے تربیت یافتہ انسان معاشرے کے لیے قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں قرآن کی آیات کی تفسیر کے دوران تربیت اور تعلیم کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق تربیت کا بنیادی مقصد ایک مکمل انسان کی تعمیر ہے، جو اخلاقی، روحانی اور معاشرتی طور پر مضبوط ہو۔

مولانا مودودیؒ بیان کرتے ہیں:

> "قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تربیت کے اصول وضوابط بیان کیے ہیں۔ ان اصولوں کو ذریعے انسان کو صحیح راستہ دکھایا گیا ہے تاکہ وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکے۔"[2]

مولانا مودودیؒ نے زور دیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت صرف علم دینے کا نام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی تربیت بھی ضروری ہے۔ یہ تربیت فرد کی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتی ہے اور اسے معاشرتی اور اخلاقی ذمہ داریوں کا شعور دیتی ہے۔

تربیت نہ ہونے کے منفی اثرات:

تربیت نہ ہونے کے منفی اثرات بہت گہرے اور ہمہ گیر ہو سکتے ہیں، اسلامی نقطہ نظر سے تربیت نہ ہونے کے منفی اثرات درج ذیل ہیں:

اخلاقی زوال: تربیت نہ ہونے کی وجہ سے افراد کے اخلاقی معیار میں کمی آتی ہے، وہ صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت کھو دیتے ہیں ن جس سے اخلاقی بگاڑ اور جرائم کا رجحان بڑھتا ہے۔

روحانی کمزوری: تربیت کے بغیر افراد کی روحانی نشوونما نہیں ہو پاتی۔ افراد خود غرضی، بدتمیزی اور دوسرے لوگوں کے حقوق کی پامالی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جس سے معاشرتی ہم آہنگی ختم ہو جاتی ہے۔

علمی اور فکری پسماندگی: تربیت نہ ہونے کی صورت میں افراد علمی سطح پر ترقی نہیں کر پاتے، وہ تعلیم کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور زندگی کے مختلف میدانوں میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

نفسیاتی مسائل: بغیر تربیت کے افراد میں خود اعتمادی کی کمی، اضطراب اور ذہنی دباؤ جیسے نفسیاتی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ مسائل ان کی ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔

مولانا مودودیؒ کی کتاب تفہیم القرآن میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تربیت نہ ہونے کے یہ تمام منفی اثرات افراد اور معاشرے پر گہرے اثرات مرتّب کرتے ہیں۔ انہوں نے مختلف آیات کی تفسیر میں بتایا کہ کس طرح اسلامی تعلیمات کے بغیر زندگی میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔[3]

اجتماعی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات

اجتماعی تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ فرد کی تعلیم و تربیت کو اس طرح انجام دیا جائے کہ وہ نہ صرف ذاتی طور پر بلکہ معاشرتی طور پر بھی بہترین کردار کا حامل بن سکے۔ یہ تربیت فرد کی اخلاقی، دینی، سماجی اور معاشرتی اقدار کو پروان چڑھانے کے ساتھ ساتھ اسے معاشرے کا فعال اور ذمہ دار شہری بنانے پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ اجتماعی تربیت کے چند اہم پہلو ہیں جو فرد کی روحانی، اخلاقی اور ذاتی نشوونما میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اخلاقی تربیت: فرد کی دیانتداری، سچائی، عدل وانصاف اور محبّت جیسی اخلاقی صفات کو پروان چڑھانا۔ اخلاقی تربیت اسلامی کا مرکزی حصہ ہیں جو فرد کی شخصیت اور کردار کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسلام نے اخلاقیات کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے اور نبی کریم ﷺ کی زندگی اس کی بہترین مثال ہے۔

دینی تربیت: مذہبی تعلیمات اور عبادات کی ادائیگی کی تربیت، جس سے فرد کی روحانی اور دینی زندگی مضبوط ہو۔ دینی تربیت اسلامی زندگی کا بنیادی حصہ ہے جو فرد کی روحانی، اخلاقی اور سماجی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:صَلاَةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً"[4]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔"

دینی تربیت کا مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی، عبادت کی ادائیگی اور اسلامی اقدار کی پاسداری کے قابل بنانا ہے۔

معاشرتی تربیت: فرد کو معاشرتی ذمہ داریوں اور حقوق کی پہچان دلانا اور اسے معاشرتی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل بنانا، معاشی تربیت میں روزگار حاصل کرنا، حلال ذرائع سے کمائی کرنا اور مال و دولت کے صحیح استعمال کی تربیت شامل ہے۔

قانونی اور سماجی شعور: فرد کو قانون کی پاسداری اور سماجی اصولوں کی پابندی سکھانا تاکہ وہ ایک قانون پسند شہری بن سکے۔ قانونی شعور فرد کو قوانین کی پاسداری، انصاف کی تلاش اور حقوق کی حفاظت کا درس دیتا ہے۔ سماجی شعور فرد کو معاشرتی تعلقات، ہمدردی اور باہمی احترام کی تعلیم دیتا ہے۔

علمی تربیت: علم کی اہمیت کو اُجاگر کرنا اور مختلف علوم میں ماہر بنانا تاکہ وہ معاشرے میں علمی خدمات سرانجام دے سکے۔ علمی تربیت میں دینی اور دنیاوی دونوں علوم شامل ہیں۔ علمی تربیت کا مقصد انسان کو علم کی روشنی سے منوّر کرنا ہے۔ اس کی عقل و فکر کو جلا بخشنا اور اسے دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے تیار کرنا۔ دینی علم انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات، عبادات، اخلاقیات اور اسلامی قوانین کی سمجھ عطاء کرتا ہے۔ دنیاوی علم فرد کو فطرت کے رازوں کو سمجھنے، سائنسی اور تکنیکی ترقی کرنے اور معاشرتی و اقتصادی مسائل کا حل تلاش کرنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[5]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا"[6]

"اور میرے بندوں سے کہو وہ ایک دوسرے سے وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو بے شک شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔"

سماجی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات

سماجی تربیت وہ عمل ہے جس کے ذریعے معاشرتی قواعد و ضوابط اخلاقی اصول اور معاشرتی رویوں کو سیکھنا ہے اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اس میں فرد کی معاشرتی ذمہ داریوں، معاشرتی روابط اور دوسروں کے ساتھ معاملات کی ترقی شامل ہے۔

سماجی تربیت کا مفہوم معاشرتی اصولوں، اخلاقی اقدار اور تعاملات کی مہارتوں کی تعلیم و تربیت ہے، جو فرد کو معاشرت میں بہتر طریقے سے جینے اور کام کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اس تربیت کا مقصد فرد کو معاشرتی زندگی میں کامیاب ہونے، دوسروں کے ساتھ مثبت تعلقات بنانے اور سماجی ذمہ داریوں کا احساس دلانے میں مدد کرنا ہے۔ یہ تربیت فرد کو نہ صرف معاشرتی قوانین اور روایات کا علم دیتی ہے بلکہ اسے ایسی علمی مہارتیں بھی سکھاتی ہے جو سماجی تعاملات، مسائل حل کرنے اور مختلف سماجی ماحول میں کامیابی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

سماجی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

سماجی تربیت کے عملی پہلو میں والدین، اساتذہ اور معاشرتی اداروں کا کردار اہم ہے، ان کے ذریعے فرد کو معاشرتی اصولوں، اخلاقیات اور معاشرتی مہارتوں کے بارے میں آگاہی دی جاتی ہے۔

سماجی تربیت میں معاشرتی تعاملات (Social Interactions) ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں مسلمانوں کو معاشرتی تعاملات کے اصولوں پر چلنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ ایک مضبوط اور مثالی معاشرہ قائم ہو سکے۔

معاشرتی تعاملات کا مقصد لوگوں کے درمیان محبّت، بھائی چارہ، انصاف اور احترام کو فروغ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"[7]

" اے مومنو! تم میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں قریب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو اور ایک دوسرے کو بُرے القابات سے نہ پُکارو، ایمان کے بعد گناہ بُرا نام ہے اور جو باز نہ آیا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس آیت میں معاشرتی تعاملات میں احترام اور عزّت کو بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔ یہ تعلیم ہمیں اس بات کا درس دیتی ہے کہ ہمیں اپنے الفاظ اور عمل میں احتیاط برتنی چاہیے، تاکہ دوسروں کے حقوق اور محفوظ رکھا جا سکے۔

اخلاقی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

اخلاقی تربیت ایک تعلیمی اور تربیتی عمل ہے، جس کے ذریعے فرد کے کردار، رویوں اور اخلاقی معیار کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ یہ تربیت انسان کی ذاتی، سماجی اور روحانی زندگی میں نیک خصائل، ایمانداری، انصاف اور حسنِ سلوک جیسے اوصاف کو فروغ دیتی ہے۔ اخلاقی تربیت کا مقصد انسان کو صحیح اور غلط کے درمیان فرق سکھانا اور اس کے اندر مثبت اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانا ہوتا ہے، تاکہ وہ معاشرتی اور ذاتی سطح پر بہترین انسان بن سکے۔ اخلاقی تربیت میں والدین، اساتذہ اور معاشرتی ادارے اہم کام کر رہے ہیں۔ اس تربیت کے ذریعے انسان کو سچائی، امانتداری، انصاف، شفقت، صبر اور عاجزی جیسے اخلاقی اصول سکھائے جاتے ہیں۔

اسلام میں اخلاقی تربیت کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن وسنّت کی تعلیمات کے مطابق اخلاقی معیار کو بہتر بنانے سے فرد کی شخصیت میں نکھار آتا ہے اور اس کی معاشرتی زندگی میں سکون اور خوشحالی کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ"[8]

"میں مکارم اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

اخلاقی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

شخصیت کی تشکیل :اخلاقی تربیت کے اہم پہلوؤں میں سے ایک ہے، جس کا مقصد فرد کے کردار اور رویوں کو بہتر بنانا ہے۔ یہ عمل انسان کی زندگی میں مختلف مراحل میں اخلاقی اصولوں اور اقدار کو پروان چڑھانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ ایک مضبوط اور متوازن ایک نیک کردار کے حامل بن سکے۔ اخلاقی تربیت کے ذریعے فرد کو صداقت، امانتداری، انصاف اور شفقت جیسے اعلیٰ اخلاقی اصول سکھائے جاتے ہیں۔ اس تربیت کے ذریعے فرد اپنی ذاتی زندگی اور سماجی زندگی میں بہتر فیصلے کرنے، صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے اور معاشرتی تعلقات میں حسن وسلوج برقرار رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ شخصیت کی تشکیل میں اخلاقی تربیت فرد کو اس کی اندرونی خصوصیات کو نکھارنے اور اسے اسلامی یا اخلاقی معیار کے مطابق ڈھالنے میں مدد دیتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نیک کردار اور اچھے اخلاق کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے:

"وَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"[9]

"اور بے شک آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔"

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ اخلاقی معیار کو ظاہر کرتی ہے، جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے نمونہ ہے۔ قرآنی اذکار اور دعائیں شخصیت کی تشکیل پر گہرے اثر رکھتی ہیں۔ انسان کی شخصیت میں عدل وانصاف کی بنیاد رکھتی ہیں اور اسے ذمہ دار شہری بناتی ہیں۔

معاشرتی تعلقات: انسان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی کا ایک اہم پہلو ہیں اور اخلاقی تربیت ان تعلقات کی بہتری میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ معاشرتی تعلقات میں اخلاقی اصولوں کی پیروی سے معاشرتی امن، ہم آہنگی اور محبّت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اخلاقی تربیت افراد کو دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے، انصاف فراہم کرنے اور باہمی شفقت و محبّت برقرار رکھنے کی تعلیم دیتی ہے۔ قرآن مجید میں معاشرتی تعلقات کی اہمیت اور اخلاقی اصولوں کی پیروی پر زور دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[10]

"بے شک اللہ تمہیں عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے"

رسول اللہ ﷺ نے بھی معاشرتی تعلقات میں اخلاقی اصولوں کی اہمیت پر زور دیا ہے اور فرمایا:

روحانی ترقی: ایک اہم پہلو ہے جو اخلاقی تربیت کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے اس کا مقصد انسان کی روحانیت میں بلندی اور اللہ کے قریب ہونے کی خواہش کو پورا کرنا ہے۔ اخلاقی تربیت کی مدد سے انسان کی شخصیت میں نیک خصائل پیدا ہوتے ہیں جو روحانی ترقی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں روحانی ترقی کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةًۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"[11]

"جس نے کوئی نیک عمل کیا وہ مرد ہو یا عورت جبکہ ہو وہ مومن تو ہم ضرور اسے دنیا میں پاکیزہ زندگی دیں گے اور (آخرت) میں ان کا اجر ضرور اس سے بہتر ہوگا جو وہ اعمال کرتے تھے۔"

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ ایمان اور نیک عمل روحانی سکون اور ترقی کے لیے ضروری ہیں۔

عملی تطبیق: اخلاقی تربیت کا ایک اہم پہلو ہے جو اصولوں کو عملی زندگی میں نافذ کرنے پر مرکوز ہے۔ کتاب اخلاقی تربیت: اصول اور عملی اطلاق میں ڈاکٹر حسن ابو علی نے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

ڈاکٹر ابو علی نے بیان کیا ہے:

"عملی تطبیق میں اخلاقی اصولوں کو انسان کی روز مرہ زندگی میں کسی طرح شامل کیا جا سکتا ہے، جیسے کہ تعلیمی اداروں میں اخلاقی تعلیم کا نفاذ، پیشہ ورانہ ماحول میں دیانتداری کی اہمیت اور خاندانی زندگی میں حسنِ سلوک کی ترغیب دینا۔"[12]

کتاب میں بتایا گیا ہے کہ عملی تطبیق کے ذریعے اخلاقی اصول نہ صرف نظریاتی سطح پر بلکہ عملی زندگی میں بھی اثرانداز ہوتے ہیں، جیسے کہ امانتداری، انصاف اور عفوودر گزر کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ فرد معاشرتی تعلقات میں بہتر فیصلے کر سکے اور ایک مثبت ماحول پیدا کر سکے۔ قرآنی دعائیں اور اذکار عملی زندگی میں کئی طریقوں سے اثرانداز ہوتی ہیں۔ قرآنی دعائیں اخلاقی رویے کو بہتر بناتی ہیں اور انسان کو حسنِ سلوک اور معافی کی تلقین دیتی ہیں جس سے معاشرے میں مثبت تعاملات فروغ پاتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"[13]

"زمانہ کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی۔"

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک اور معافی کے اصول اخلاقی زندگی کے اہم عناصر ہیں۔

معاشی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات

معاشی تربیت سے مراد وہ تعلیم اور تربیت ہے جو افراد کو مالی معاملات اور وسائل کی بہتر انتظام کاری کے حوالے سے دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ افراد کو مالیاتی مسائل سے متعلق بنیادی معلومات، مالی منصوبہ بندی، بچت، سرمایہ کاری اور مالی خطرات کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنی مالی حالت کو بہتر بنا سکیں اور معاشی خوشحالی حاصل کر سکیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا"[14]

"اے مومنو! اپنے مال آپس میں نہ کھاؤ ناحق، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی خوشی سے کوئی تجارت ہو اور قتل نہ کرو ایک دوسرے کو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔"

مالیاتی علم: میں بنیادی اصولوں کا مطالعہ ہمیں مالی معاملات کی نوعیت اور اس کے اثرات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مالیاتی علم میں بنیادی طور پر سرمایہ کاری، مالیاتی انتظام میں بجٹ سازی، مالی منصوبہ بندی اور خرچ کی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ مالی استحکام کو یقینی بنایا جا سکے۔ قرضہ لینے اور دینے کے اصولوں کے ساتھ ساتھ سود کی مختلف اقسام اور ان کے اثرات زیرِ بحث آتے ہیں، کیونکہ سود کی بنیاد پر مالیاتی نظام میں کمائی اور خرچ کے مواقعات پر گہرے اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ"[15]

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہو جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے چھو کر۔"

یہ آیت سود کی ممانعت اور اس کے معاشرتی و اقتصادی نقصانات کو واضح کرتی ہے جو مالیاتی علم میں بنیادی اصول ہے۔ مالیاتی ادارے جیسے کی بینک اور انویسٹمنٹ کمپنیاں مالیاتی نظام کی ساخت اور کام کرنے کا طریقہ کار فراہم کرتی ہیں جس سے معیشت کی مجموعی کارکردگی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ مالیاتی

علم میں ان تمام پہلوؤں کا مطالعہ معاشی فیصلوں کی بہتر منصوبہ بندی اور عمل درآمد میں معاون ثابت ہوتا ہے، جو کہ فرد اور قوم دونوں کی فلاح وبہبود کے لیے ضروری ہے۔

سرمایہ کاری کی حکمت عملی: ایک منظم طریقہ کار ہے جو سرمایہ کاروں کو اپنے مالی وسائل کو مؤثر طریقے سے بڑھانے کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔اس حکمت عملی میں مختلف طریقوں اور نظریات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے سرمایہ کاری کے فیصلے کیے جاتے ہیں تاکہ طویل مدتی منافع حاصل کیا جائے اور خطرات کو کم کیا جاسکے۔سرمایہ کاری کی حکمتِ عملی کا مقصد مالی وسائل کی مؤثر اور ذمہ دارانہ تقسیم کو یقینی بنانا ہے تاکہ نہ صرف معاشی فوائد حاصل کیے جاسکیں بلکہ شریعت کے اصولوں کی پاسداری بھی کی جاسکے۔اس میں سرمایہ کاری کا مقصد معاشرتی فلاح کی ترقی کی رہنمائی کرنا ہے اور اس میں بنیادی اصولوں میں عدل وانصاف، معاشرتی ذمہ داری اور سود سے بچاؤ شامل ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[16]

"اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔"

یہ آیت کاروباری معاملات میں شفافیت اور سود سے بچنے کی اہمیت کی واضح کرتی ہے، جو سرمایہ کاری کی حکمت عملی میں انصاف اور اخلاقیات کو مدّ نظر رکھنے کی ضرورت کو اُجاگر کرتی ہے۔قرآن وسنّت میں واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ سرمایہ کاری میں ظلم وزیادتی، دھوکہ دہی اور سود سے اجتناب کیا جائے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَغْشُوشٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ"[17]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو گیہوں (غلہ) بیچ رہا تھا، آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو وہ غیر خالص اور دھوکے والا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :جو دھوکہ فریب دے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

مثال کے طور پر اسلامی فنانس میں مضاربہ اور مشارکہ کاروبار جیسے ماڈلز استعمال کیے جاتے ہیں، جہاں دونوں فریقین منافع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت کو بھی مدّ نظر رکھتے ہوئے سرمایہ کاروں کو اپنے مال کا ایک حصہ مستحقین پر خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

کاروباری اخلاقیات: کی بنیاد انصاف، دیانتداری اور سچائی پر ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق کاروباری معاملات میں شفافیت اور ایمانداری بنیادی اصول ہیں جن کی پیروی کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔قرآن مجید اور احادیث میں کاروباری اخلاقیات پر واضح ہدایات دی گئی ہیں جو اسلامی معاشرت میں انصاف اور شرافت ضمانت فراہم کرتی ہیں۔قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے:

"وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا"[18]

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں اچھی نصیحت کرتا ہے، بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

اس آیت میں کاروباری معاملات میں انصاف کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ"[19]

"مسلمان ایک دوسرے کے شریک ہیں۔"

یہ حدیث کاروباری معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور ایمانداری کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔اسلامی کاروباری اخلاقیات نہ صرف انسان کی کامیابی کو یقینی بناتی ہے بلکہ معاشرتی انصاف اور ترقی کی طرف رہنمائی بھی کرتی ہے۔

قرض اور سود: کے مسائل کو واضح طور پر قرآن اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے،قرض کو اصولاً ایک قانونی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھا جاتا ہے جبکہ سود کو سختی سے حرام قرار دیا گیا ہے۔

قرض: اسلام میں قرض دینا ایک نیک عمل اور مالی تعاون کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے،قرض دینے والے کی طرف سے کسی کو مالی مدد فراہم کرنا معاشرتی فلاح و بہبود کا حصہ ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"**مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً**"[20]

"کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض، پھر وہ اُسے کئی گنا زیادہ بڑھادے۔"

اسلام میں قرض کو **قرض** حسنہ کہا جاتا ہے جو بغیر اضافی سود یا منافع کے فراہم کیا جاتا ہے۔**قرض** حسنہ ایک ایسے قرض کو کہا جاتا ہے جو صرف اصل رقم کی واپسی کی شرط پر دیا جاتا ہے اور قرض لینے والے سے سود یا اضافی رقم وصول کرنے کی کوئی توقع نہیں ہوتی۔قرآن مجید میں اس کی وضاحت کی گئی ہے:

"**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ**"[21]

"اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔۔"

قرض دینے کا مقصد لوگوں کو مالی مشکلات سے نکالنا اور ان کی مدد کرنا ہے۔اس میں قرضہ دینے والے کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ قرض کی واپسی میں نرمی برتے اور قرض دینے والے کو آسانیاں فراہم کرے۔ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"**وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ**"[22]

"اور اگر قرض لینے والا تنگدست ہو تو اس کے حالات کے مطابق مہلت دو۔"

سود(ربا): اسلام میں ایک سختی سے منع کردہ عمل ہے جو مالیاتی معاملات میں غیر منصفانہ فائدہ حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔اسلام میں سود کو معاشرتی اور اقتصادی انصاف کے اصولوں کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں سود کے بارے میں واضح طور پر منع کیا گیا ہے اور اس کی ممانعت کو معاشرتی انصاف کے تحفظ کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔اسلامی تعلیمات میں سود کو معاشرتی برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے اور اس کے متبادل کے طور پر عدل و انصاف پر مبنی مالیاتی نظام کو فروغ دینے کی ہدایت دی گئی ہے۔اسی طرح سود کی ممانعت اسلامی معاشرتی اور اقتصادی نظام کے بنیادی اصولوں کی پاسداری اور مالی انصاف کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔

روحانی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

روحانی تربیت ایک انسان کی روحانی نشوونما اور ترقی کا عمل ہے جو امن کی زندگی کے مقصد ایمان اور اخلاقی اقدار کو مستحکم کرتا ہے۔روحانی تربیت میں انسان کو اپنے اندرونی پہلو کو سمجھنے ،اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور اپنی زندگی کو اعلیٰ اقدار اور اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ارشاد ہے:

"**أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ**"[23]

"یاد رکھو اللہ کی یاد دلوں کو سکون عطاء کرتی ہے۔"

یہ آیت روحانی سکون اور دل کی تسلّی کے لیے اللہ کے ذکر کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

روحانی تربیت کا مفہوم ایک ایسے عمل کو ظاہر کرتا ہے جس کے ذریعے انسان کی روحانی، اخلاقی اور اندرونی ترقی کی جاتی ہے۔ اس تربیت کا مقصد انسان کی روح کی صفائی، ایمان کی پختگی اور اندرونی سکون کو فروغ دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھ سکے اور اسے بہتر طریقے سے پورا کر سکے۔

روحانی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

روحانی تربیت کے چند اہم پہلو ہیں جو فرد کی روحانی، اخلاقی اور ذاتی نشوونما میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ایمان کی مضبوطی: اسلامی روحانیت کی بنیاد ہے اور یہ فرد کی ترقی کا ایک اہم پہلو ہے۔ ایمان کی مضبوطی کا مطلب ہے کہ انسان کا یقین اللہ ربّ العزّت کی ذات، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں اور قیامت کے دن کے بارے میں ثابت قدم اور پختہ ہو۔ قرآن اور حدیث میں ایمان کی مضبوطی پر زور دیا گیا ہے، کیونکہ یہ انسان کی روحانی حالت کو مستحکم کرتی ہے اور اس کی زندگی کو ایک معنویت عطاء کرتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ"[24]

"اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے، یہی لوگ جنّت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ"[25]

"اور ان لوگوں کو خوشخبری دو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب بھی انہیں اس سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا وہ کہیں گے یہ وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے کھانے کو دیا گیا حالانکہ انہیں اس سے ملتا جلتا دیا گیا اور ان کے لیے اس میں بیویاں ہیں پاکیزہ اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

یہ آیت مومنوں کے لیے ایک عظیم انعام کی وضاحت کرتی ہے، جو ایمان کی مضبوطی اور استقامت کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔

اخلاقی اصلاح: اسلامی تعلیمات کا ایک بنیادی جزو ہے، جو فرد کی شخصیت کی تعمیر اور معاشرت کی بہتری کے لیے ضروری ہے۔ اخلاقی اصلاح کا مقصد انسان کے اخلاقی رویّے، کردار اور عادات کو بہتر بنانا ہے تاکہ وہ معاشرت میں ایک مثبت اور مخلص کردار ادا کر سکے۔

قرآن مجید میں بھی اخلاقی اصلاح پر توجہ دی گئی ہے:

"وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ"[26]

"اور تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے اور بڑی (دشوار) ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر (نہیں)۔"

یہ آیت صبر، دعا اور اخلاقی ثابت قدمی کی اہمیت کو بیان کرتی ہے۔ ان خصوصیات کی مدد سے انسان کی اخلاقی حالت میں بہتری لانے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اخلاقی اصلاح انسان کی روحانی نشوونما اور معاشرتی تعلقات میں بہتری کے لیے کلیدی کردار ادا کرتی ہے اور اسلامی معاشرت میں ایک متوازن، انصاف پسند اور مخلص فرد کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ"[27]

"جو شخص اللہ کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

"إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ"[28]

"سچائی نیکی ہے اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔"

ذکر اور دعا :اسلامی تربیت کے اہم عناصر ہیں جو انسان کی روحانی حالت کو بہتر بنانے اور اللہ کے قریب جانے کے لیے بنیادی وسائل فراہم کرتے ہیں۔ذکر یعنی اللہ کا نام لینے سے اور اس کی صفات پر غور کرنے کا عمل دل کی تسلی اور سکون کا باعث بنتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"[29]

"یادرکھو!اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں کو سکون عطاء کرتی ہے۔"

یہ آیت ذکر کی روحانی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ اللہ کا ذکر انسان کی روحانی حالت میں سکون اور اطمینان پیدا کرتا ہے۔دعا یعنی اللہ سے درخواست کرنا اور اس کے سامنے اپنی حاجات پیش کرنا انسان کے دل کی صفائی اور اس کی روحانی وابستگی کو مضبوط کرتی ہے۔

زندگی کے مقصد کا ادراک :انسان کی روحانیت اور دلی سکون کے لیے اہم ہے۔قرآن وسنّت میں زندگی کے مقصد کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[30]

"اور میں نے پیدا کیے جن اور انسان صرف اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے زندگی کا مقصد اپنی عبادت کو قرار دیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور قربت حاصل کرنا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الدُّنْيَاسِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الكَافِرِ"[31]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دنیا مومن کے لیے قید خانہ (جیل) ہے اور کافر کے لیے جنت (باغ و بہار) ہے۔"

دنیا کی زندگی عارضی امتحان ہے، جبکہ حقیقی کامیابی آخرت میں ہے۔اس تناظر میں زندگی کا مقصد نہ صرف اللہ کی عبادت اور اس کے راستے پر چلنا ہے بلکہ دنیا میں اچھے عمل کرنا اور آخرت کے لیے تیاری کرنا بھی شامل ہے۔

روحانی مشقیں: جو عام طور پر مذہبی اور روحانی تربیت کے حصے کے طور پر انجام دی جاتی ہیں،ان کا مقصد انسان کے دل ودماغ کو پاکیزگی اور سکون عطاء کرنا ہوتا ہے۔یہ مشقیں انسان کو روحانی ترقی، خودشناسی اور اللہ کی قربت حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ مختلف روحانی مشقوں میں ذکر (اللہ کے اسماء کا ورد) اور تصوف کے مخصوص طریقے شامل ہوتے ہیں۔روحانی مشقوں کا اہم مقصد انسان کے اندرونی سکون کو فروغ دینا اور اس کی روحانی ترقی کی راہ ہموار کرنا ہے۔[32]

تعلیمی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات: تعلیمی تربیت سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے طلباء کو علمی مہارتیں اور اخلاقی اقدار سکھائی جاتی ہیں ،اس میں تعلیمی ادارے جیسے سکول، کالجز، مدرسے اور یونیورسٹیاں شامل ہیں۔اسلامی نقطہ نظر سے نہ صرف علم حاصل کرنے تک محدود ہے بلکہ اس کا مقصد ایک مکمل انسان کی شخصیت کو پروان چڑھانا ہے جو دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

"وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ"[33]

"جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔"

تعلیمی تربیت کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اس میں مختلف پہلو شامل ہیں۔ بنیادی طور پر تعلیمی تربیت سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے افراد کو علمی، اخلاقی، سماجی اور جسمانی لحاظ سے بہتر بنایا جاتا ہے۔ تعلیمی تربیت کا مقصد صرف کتابی علم فراہم کرنا نہیں بلکہ بچوں کی مکمل شخصیت کی ترقی کرنا تا کہ وہ معاشرے میں بہترین انسان بن سکیں۔

تعلیمی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

علمی پہلو : تربیت کا بنیادی عنصر ہے، جو انسان کی ذہنی ترقی اور علمی قابلیت کو فروغ دیتا ہے۔ علمی تربیت کا مقصد طلبہ کو نہ صرف مختلف مضامین میں معلومات فراہم کرنا ہے بلکہ ان میں تجزیاتی سوچ، تحقیق کی صلاحیت اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتیں بھی پیدا کرنا ہے۔ تعلیمی آداب طالب علم کو جدید ترین معلومات اور ٹیکنالوجی سے آراستہ کرتے ہیں جو انہیں عملی زندگی کے مسائل کا سامنا کرنے کے قابل بناتی ہے۔ علمی تربیت کا یہ پہلو نہ صرف طلبہ کی ذاتی ترقی کو یقینی بناتا ہے بلکہ معاشرت میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے بھی ان کی تیاری کرتا ہے۔ قرآن مجید میں علم کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا گیا؛

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَايَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ"[34]

"بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔"

یہ آیت علم کی قدر و قیمت کو بیان کرتی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ علم والے افراد معاشی ترقی اور فلاح میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اخلاقی پہلو: تعلیمی تربیت کا ایک اہم عنصر ہے جو انسان کی شخصیت کی تشکیل اور معاشرتی زندگی میں اس کی کردار سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اخلاقی تربیت کا مقصد طلباء میں اعلیٰ اخلاقی اصول، دیانتداری، امانتداری اور انصاف کے جذبات پیدا کرنا ہے۔ تعلیمی ادارے نہ صرف علمی علم فراہم کرتے ہیں بلکہ طلبہ کو اخلاقی اقدار اور معاشرتی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی آگاہ کرتے ہیں۔ اخلاقی تربیت کی وجہ سے طالب علم سچے، ایماندار اور ہمدرد شہری بن کر معاشرتی مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ"[35]

"اور بے شک تم بڑے عظیم اخلاق پر ہو۔"

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ اخلاقی معیار کی تعریف کرتی ہے اور مسلمانوں کو بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔

سماجی پہلو : کسی بھی معاشرتی نظام کا بنیادی حصہ ہوتا ہے جو افراد اور گروہوں کے درمیان تعاملات، تعلقات اور مشترکہ اقدار کو ظاہر کرتا ہے، یہ پہلو معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل، انسانی رویّے اور ثقافتی روایات پر گہرے اثرات ڈالتا ہے۔ سماجی پہلو میں خاندان، تعلیمی آداب اور معاشرتی تنظیمیں شامل ہیں، جو انسان کی تربیت اور کردار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں مثلاً خاندان ابتدائی تربیت اور اقدار کا مرکز ہوتا ہے۔ جبکہ تعلیمی ادارے علم اور معاشرتی مہارتوں کی ترقی میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ سماجی تعلقات اور تعاملات میں معاشرتی ہم آہنگی اور استحکام کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"[36]

"اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گناہ اور سرکشی میں اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کا عذاب کا سخت حرام ہے۔"

نفسیاتی پہلو: انسانی تجربات اور رویوں کا مطالعہ کرتا ہے جو فرد کی ذہنی حالت، جذبات اور رویوں کی تقسیم میں مدد فراہم کرتا ہے۔ نفسیاتی پہلو کی اہمیت فرد کی روحانیت اور ذہنی سکون پر زور دینے والی تعلیمات میں مضمر ہیں۔ قرآن وحدیث میں انسان کی ذہنی وجذباتی حالت کو مضمر کرنے کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ"[37]

"آپ فرمادیں میرے بندو! جنھوں نے زیادتی کی ہے اپنی جانوں پر تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ کی رحمت سے اُمید اور اس کی مغفرت پر یقین رکھنے سے انسان کو ذہنی سکون اور جذباتی استحکام ملتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا"[38]

"بے شک دشواری کے بعد آسانی ہے، بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔"

یہ آیت مشکل حالات میں صبر اور امید کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے جو انسان کی نفسیاتی حالت کو بہتر بنانے میں مددگار ہے۔

مولانا محمد یوسف کاندھلوی فرماتے ہیں:

"تعلیم کی اہمیت اسلام میں بہت زیادہ ہے اور بچوں کی تربیت میں علم کا حصول بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیمی اداروں میں بھیجیں اور انہیں علم حاصل کرنے کی ترغیب دیں۔ بچوں کی علمی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق صحیح معنوں میں ایک کامیاب اور ذمہ دار فرد بن سکیں۔"[39]

عائلی تربیت پر ادعیہ قرآنی کے اثرات

عائلی تربیت سے مراد خاندان کے اندر بچوں کی تربیت اور نشوونما ہے، اس میں والدین کی طرف سے بچوں کی اخلاقی، سماجی، ذہنی اور روحانی ترقی کے لیے فراہم کردہ رہنمائی اور تعلیم شامل ہے۔ عائلی تربیت کا مقصد بچوں کو ایسے اصول، اخلاقیات اور زندگی کی مہارتیں فراہم کرنا ہے جو ان کی کامیاب اور متوازن شخصیت کی تشکیل میں مددگار ثابت ہو۔

عائلی تربیت کا بنیادی مقصد بچوں کی جامع نشوونما ہے، جو ان کی اخلاقی، سماجی، روحانی اور عملی ترقی کو مدّنظر رکھتی ہے۔ یہ تربیت خاندان کے اندر سے شروع ہوتی ہے، جہاں والدین اور سرپرست بچوں کو صحیح اور غلط کام کی تفہیم فراہم کرتے ہیں۔ انہیں زندگی کے اہم اقدار اور اصول سکھاتے ہیں۔

عائلی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر ادعیہ قرآنی کے اثرات:

روحانی تربیت: کا مقصد بچوں کی دل ودماغ کی پاکیزگی اور روحانیت کی گہرائی کو فروغ دینا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق روحانی تربیت بچوں کی اخلاق اور روحانی فلاح کے لیے ضروری ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا"[40]

"تحقیق کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا۔"

شرک سے، معصیت سے اور اخلاقی آلائشوں سے پاک کیا، وہ اخروی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو گا۔ روحانی تربیت بچوں کو اللہ کے قریب لانے، صحیح اسلامی عقائد کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ تربیت انہیں اندرونی سکون، اطمینان اور زندگی کے صحیح مقصد کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے، جو کہ ان کی مجموعی شخصیت کی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

ذہنی تربیت: بچوں کی فکری صلاحیتوں کو جلا بخشنے اور ان کی عقلی و دانش کو پروان چڑھانے کا عمل ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق علم اور تفکر کی اہمیت کو بہت زیادہ سراہا گیا ہے۔ اور بچوں کی ذہنی تربیت اس حوالے سے بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ قرآن میں کہا گیا ہے:

"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ "[41]

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اللہ (انکے) درجات بلند کرے گا اور جن لوگوں کو علم عطاء کیا گیا ہے ان کا بڑا درجہ ہے۔"

یعنی اہل ایمان کے درجے، غیر اہل ایمان پر اور اہل علم کے درجے اہل ایمان پر بلند فرمائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان کے ساتھ علوم دین سے واقفیت مزید رفع درجات کا باعث ہے۔ ذہنی تربیت انسان کے تفکر، تجزیے اور مسئلے حل کرنے کی صلاحیتوں کو فروغ دیتی ہے۔ انہیں معقول سوچ، منطقی استدلال اور علمی ترقی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس تربیت کے ذریعے انسان خود مختار، فیصلہ ساز اور کامیاب افراد بن سکتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ العِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ"[42]

"انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص طلب علم میں (اپنے گھر سے) نکلتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے۔"

جو شخص اپنے گھر یا اپنے شہر سے شرعی علم کے حصول کے لیے نکلتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ آئے۔ کیونکہ ایسا شخص دین کے احیاء، شیطان کو نیچا دکھانے اور اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا کرنے میں ایسے ہی ہے جیسے جہاد کرنے والا ہوتا ہے۔

جسمانی تربیت: انسان کی صحت، قوّت اور تندرستی کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں جسمانی صحت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اور انسانوں کو جسمانی تربیت کی اہمیت سکھانے کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُو"[43]

"اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔"

اس آیت میں اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے۔ جسمانی تربیت انسان کی صحت مند زندگی اور مناسب غذا کے فوائد سکھاتی ہے جو ان کی جسمانی صحت اور مجموعی بہبود کے لیے ضروری ہے۔ یہ تربیت انسان کو توانائی، قوّت اور جسمانی صفائی کے اصولوں سے آگاہ کرتی ہے۔

"فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا"[44]

"بے شک تمہارے جسم پر بھی تمہارا حق ہے۔"

درپیش چیلنجز اور ادعیہ قرآنی کی روشنی میں ان کا حل: انسانی تربیت میں مختلف چیلنجز کا سامنا کیا جا سکتا ہے جو فرد اور معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ ان مسائل کو پہچان کر ان کا حل نکالنا ضروری ہے۔ اخلاقی اقدار کی کمی اور غیر اخلاقی رویوں کا پھیلاؤ معاشرتی تربیت کے بڑے

مسائل اور چیلنجز میں سے ایک ہے۔ اخلاقی زوال کا مسئلہ جدید دور کے میڈیا، انٹرنیٹ اور غیر اخلاقی مواد کی دستیابی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ تعلیمی نظام میں دینی اور اخلاقی تعلیم کی کمی بھی ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ان چیلنجز کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں تلاش کیا جاسکتا ہے، ان کا حل نکال کر ہی ایک مضبوط اور مثالی اسلامی معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ بدگمانیوں اور غلط فہمیوں سے بچنے کے لیے سورۃ الحجرات میں ہدایات ملتی ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ"[45]

"اے ایمان والو! بچو بہت سے گمانوں سے بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور جاسوسی نہ کرو اور نہ غیبت کرے تم میں سے بعض بعض کی، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، پس تم اس سے کراہت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

حسد اور بغض کو دور کرنے کے لیے سورۃ الفلق کی آیت نمبر 05 دعا ہے:

"وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ"[46]

اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔"

ان دعاؤں کی روشنی میں درپیش چیلنجز کو مؤثر طریقے سے حل کیا جاسکتا ہے اور ایک مضبوط، متحد اور ہم آہنگ معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں سماجی تربیت کو 3 اہم پہلوؤں میں تقسیم کیا ہے:

تزکیہ نفس: امام غزالی کے مطابق ایک مسلمان کی سماجی تربیت کا پہلا قدم اخلاقی تربیت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"انسانی اخلاق کی درستگی کے بغیر کوئی معاشرہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ نیکی، سچائی، انصاف اور شفقت جیسے اوصاف سماجی تربیت کا بنیادی جزو ہیں۔"

اجتماعی فرائض: امام غزالیؒ نے زور دیا کہ افراد کو اپنے اجتماعی فرائض کی تربیت دی جانی چاہیے، انہوں نے قرآن و سنّت کی روشنی میں بتایا:

"ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کو سمجھے اور ان پر عمل کرے۔ یہ ذمہ داریاں خاندانی تعلقات، ہمسائیوں کے حقوق اور معاشرتی انصاف پر مبنی ہیں۔"

معاشرتی روابط: امام غزالیؒ کے نزدیک سماجی تربیت کا ایک اہم پہلو معاشرتی روابط کی درستگی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"معاشرتی روابط کو مضبوط اور صحت مند بنانا ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اچھے معاشرتی تعلقات باہمی اعتماد، محبّت اور تعاون کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں۔"[47]

خلاصہ کلام:

اجتماعی، سماجی اور اخلاقی تربیت کا مجموعہ فرد کی شخصیت کی مکمل تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تربیت انسان کو ایک ذمہ دار شہری، معاشرتی رکن اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل انسان بناتی ہے۔ اجتماعی تربیت انسان کو معاشرتی ذمہ داریوں اور حقوق و فرائض کی آگاہی فراہم کرتی ہے۔ جبکہ سماجی تربیت اسے معاشرتی تعلقات اور میل جول کی اہمیت سکھاتی ہے۔ اخلاقی تربیت فرد کے اندر اخلاقی اصولوں کی پاسداری اور ان کے مطابق زندگی گزارنے کی عادات پیدا کرتی ہے۔ ان تمام تربیتوں کا مقصد انسان کی شخصیت کی متوازن ترقی ہے، تاکہ وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں کامیاب ہو بلکہ معاشرے میں بھی ایک مثبت کردار ادا کرسکے۔ اجتماعی، سماجی اور اخلاقی تربیت کے ذریعے ایک انسان معاشرتی فلاح و بہبود میں حصہ لے سکتا ہے، معاشرتی ہم آہنگی اور اتحاد قائم کرسکتا ہے اور ایک صالح اور متوازن معاشرہ تشکیل دینے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ روحانی اور معاشی

تربیت انسانی زندگی کے دونوں اہم پہلوؤں کو مکمل کرتی ہیں، جن کی اپنی اہمیت اور کردار ہوتا ہے۔ معاشی تربیت جو مالی انتظام اور بجٹ بنانے اور سرمایہ کاری کی مہارتوں پر مرکوز ہوتی ہے۔ انسان کو مالی استحکام اور خود کفالت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ یہ تربیت انسان کو مالی فیصلے کرنے، وسائل کو مؤثر طریقے سے استعمال کرنے اور مالی بحرانوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے، جس سے ان کی زندگی میں معاشی امن و سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس روحانی تربیت میں فرد کو مذہبی تعلیمات، دعا اور روحانی مشقوں کے ذریعے اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے، اخلاقی اصولوں پر عمل کرنے اور اپنے اندرونی سکون کو تلاش کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ روحانی تربیت فرد کی روحانی بیداری، خود شناسی اور اخلاقی ارتقاء کی راہ ہموار کرتی ہے۔ مجموعی طور پر معاشی اور روحانی تربیتیں مل کر انسان کی زندگی میں توازن قائم کرتی ہیں۔ معاشی تربیت اسے مالی مشکلات سے نکال کر استحکام عطاء کرتی ہے۔ جبکہ فرد کی روحانی تربیت اسے داخلی سکون، اخلاقی مضبوطی اور روحانی ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہے، اس طرح دونوں تربیتیں مل کر انسان کی مجموعی ترقی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتیں ہیں۔ روحانی تربیت اور عائلی تربیت دونوں مل کر انسان کی جامع نشوونما کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ روحانی تربیت کا مقصد انسان کے دل و دماغ کی پاکیزگی اور ان کی روحانی ترقی ہے جس کے ذریعے انہیں اللہ کے قریب لایا جاتا ہے، صحیح اسلامی عقائد سمجھائے جاتے ہیں اور ان میں نیکی اور عاجزی کی روح پیدا ہوتی ہے۔ عائلی تربیت کا مقصد خاندان کے اندر انسان کی اخلاقی، سماجی اور عملی تربیت فراہم کرنا ہے۔ یہ تربیت انسان کو صحیح معاشرتی رویے اور اخلاقی اصول سکھاتی ہے۔ دونوں طرح کی تربیتیں انسان کی مکمل شخصیت کی تعمیر میں مدد دیتی ہیں۔ انہیں روحانی سکون، اخلاقی مضبوطی اور عملی مہارتیں سکھاتی ہیں جو ان کی کامیاب زندگی کے بنیادی عناصر ہیں۔

حوالہ جات

1 القرآن: (66):6
2 بوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن(اؕسلامی کتب خانہ،1967ء)30/1۔
3 بوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن،45تا50۔
4 البخاری،الجامع الصحیح البخاری،كِتَابُ الأَذَانِ،بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الجَمَاعَةِ،رقم الحدیث645۔
5 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ،کتاب الایمان،بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ،رقم الحدیث224۔
6 القرآن: (17):53
7 القرآن: (49)11
8 ابو بکر بن ابی شیبۃ،المصنف(الریاض:مکتبۃ الرشد—الطبعۃ:الٔاولی،1409)کتاب الفضائل،بَابُ مَا أَعْطَى اللَّهُ تَعَالَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث31773۔
9 القرآن: (68):4
10 القرآن: (16):90
11 القرآن: (16):97
12 حسن ابو علی،اخلاقی تربیت:اصول اور عملی اطلاق(دارالفکر،2012ء)48۔
13 القرآن: (103):1تا3
14 القرآن: (4):29
15 القرآن: (2):275
16 القرآن: (2):275
17 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ،کتاب التجارات، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ،رقم الحدیث2224۔
18 القرآن: (4):58
19 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ،کتاب الرھون، بَابُ الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ،رقم الحدیث 2472۔
20 القرآن: (2):245
21 القرآن: (2):280
22 القرآن: (2):278
23 القرآن: (13):28
24 القرآن: (2):82
25 القرآن: (2):25
26 القرآن: (2):45

---

27 المسلم،الصحیح المسلم،کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ،بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ،رقم الحدیث2588۔

28 المسلم،الصحیح المسلم،کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ،بَابُ قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ،رقم الحدیث2607۔

29 ا القرآن: (13):28

30 القرآن: (51):56

31 ترمذی،سنن ترمذی،ابواب الزهد،بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الكَافِرِ،رقم الحدیث2324۔

32 عبدالرحمن ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون (دارالمعارف، 1967ء)2/98۔

33 المسلم،الصحیح المسلم،کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ،بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ،رقم الحدیث2699۔

34 القرآن: (39):9

35 القرآن: (68):4

36 القرآن: (5):02

37 القرآن: (39)53

38 القرآن: (94):5،6

39 محمد یوسف کاندھلوی، تربیت اولاد (لاہور: مکتبہ مدنی، 1980ء)40۔

40 القرآن: (91):9

41 القرآن: (58):11

42 ترمذی،سنن ترمذی،ابواب العلم، بَابُ فَضْلِ طَلَبِ العِلْمِ،رقم الحدیث 2647۔

43 القرآن: (7):31

44 البخاری،الجامع الصحیح البخاری،کتاب النکاح، بَابٌ: لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ،رقم الحدیث 5199۔

45 القرآن: (49):12

46 القرآن:(113):5

47 حمد بن محمد غزالی،احیاء العلوم الدین (بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، س ن)2/240تا260۔